بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ ۱۶۷۶

خواص اُمّت

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی

ذیل کا مضمون "میر واعظ منزل" میں جمعہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۸۱ء کو بعد نماز عصر علماء مساجد اور خواص کے ایک موقر مجمع کے سامنے کی گئی تقریر کا خلاصہ ہے۔

(ادارہ)

کسی زمانہ میں خواص کا عالم تو یہ تھا کہ اللہ کا ایک بندہ ایک جگہ بیٹھا ہوا ہے اور وہ وہاں کے بادشاہوں اور حاکموں کو منہ نہیں لگاتا، ایک بزرگ کا میں واقعہ سناتا ہوں، ان کا نام ہے، شیخ الاسلام عزیز الدین بن عبد السلام، سلطان العلماء کا خطاب تھا، اپنے زمانے کے بہت بڑے (شاید

www.abulhasanalinadwi.org

سب سے بڑے) شافعی عالم تھے، دمشق میں قیام تھا، بادشاہ وقت کی کسی بات پر خطبہ میں نکیر کی، بادشاہ کو ناگوار ہوا۔ بادشاہ نے ان کے ساتھ وہ معاملہ کیا جو علماء کے ساتھ نہیں کرنا چاہیے تھا، بے رخی اور بے توجہی، اس کے بعد وہاں کہیں سے اس کے معزز مہمان آئے، وہ بھی اپنے یہاں کے بادشاہ اور حاکم تھے ان کو معلوم تھا کہ اس ملک کے سب سے بڑے عالم شیخ عزالدین بن عبدالسلام ہیں، اور آج کل وہ معتوب ہیں، انہوں نے کہا کہ ہمارے ملک میں ایسا کوئی عالم ہوتا تو ہم اس کو سر پر بیٹھاتے، تعجب ہے کہ آپ اپنے یہاں کے ایسے عالم کے ساتھ ایسا سلوک کرر ہے ہیں، بادشاہ نے برا نہیں مانا، اس کو اپنی غلطی کا احساس ہوا، لیکن بادشاہ تو بادشاہ ہی ہوتے ہیں، اس کو یہ خیال ہوا کہ اگر میں ایسے ہی چپ چاپ معافی مانگ لوں، اور کہوں کہ مجھ سے غلطی ہوئی تو میری سبکی ہوگی، اور میرا رعب کم ہو جائے گا، تو خواص میں سے کسی کو بلایا، اور کہا کہ دیکھو حضرت سے یہ کہنا کہ میں کسی مجلس میں بیٹھا ہوا ہوں تو وہ تشریف لائیں اور دست بوسی کر لیں، میرا احترام قائم رہے گا، لوگ بھی دیکھ لیں گے، اس کے بعد بات رفع دفع ہو جائے گی، جب کسی نے ان سے جا کر کہا تو انہوں نے کہا کہ تم کس خیال میں ہو؟ واللہ میں تو اس پر بھی راضی نہیں کہ وہ میری دست بوسی کرے، چہ جائیکہ میں اس کی دست بوسی کروں،

www.abulhasanalinadwi.org

یہ لفظ تاریخ میں موجود ہے بالکل ان کے الفاظ

"لا ارضی ان یقبل یدی فضلاً عن ان اقبل یده"

ایسے ہی ہمارے دہلی کے (جو حقیقی سلاطین دہلی کہلانے کے مستحق ہیں) بہت سے مشائخ عظام کا بھی یہی حال تھا، بادشاہ دہلی نے ایک مرتبہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں سے کہا اللہ نے مجھے بڑی دولت دی ہے، کچھ قبول فرمائیں، فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

"قُل مَتاعُ الدُنیا قلیل"

دنیا کی متاع قلیل ہے، اس قلیل میں سے ایک ٹکڑا ہندوستان ہے، پھر اس میں سے ایک قلیل ٹکڑا وہ جو آپ کے قبضہ میں ہے، (مثل مشہور تھی، سلطنت شاہ عالم از دہلی تا پالم) اگر اس اقل قلیل میں سے میں بھی حصہ بٹاؤں تو کیا رہ جائے گا؟ ایسے ہی ایک مرتبہ بادشاہ نے کہا کہ میں ایک رقم پیش کرتا ہوں، آپ نے معذرت کی، بادشاہ نے کہا غرباء میں تقسیم فرمائیں، فرمایا، مجھے اس کا بھی سلیقہ نہیں، آپ اپنے لوگوں کے ذریعے تقسیم کرادیں، یہاں سے بانٹتے چلے جایئے قلعہ تک پہنچتے پہنچتے ختم ہو جائے گی، نہ ختم ہو گی تو وہاں جا کر ختم ہو جائے گی ایسے ہی سیکڑوں قصے ہیں۔

یہ مثالیں تھیں، جو لوگوں کے دلوں میں گرمی پیدا کرتی تھیں،

www.abulhasanalinadwi.org

دنیا کی، مال کی محبت فطرت انسانی ہے۔

"وانہ لحب الخیر لشدید"

مال کی محبت انسان کی فطرت میں داخل ہے، لیکن اس کے مقابلہ میں یہ مثالیں جب آتی تھیں، استغنا کی، بے نیازی کی، دنیا کے جاہ و حشم سے بے رغبتی کی تو لوگوں میں ایمان تازہ ہو جایا کرتا تھا، اور قوت مقابلہ ابھر آتی تھی، اور پھر مسلم معاشرہ تنکے کی طرح نہیں بہتا تھا، جیسے آج بہتا ہے۔

خواص کے لئے صرف حیات و حرکت ہی کافی نہیں، بلکہ حرارت بھی ضروری ہے، اور حرارت کہاں سے پیدا ہوتی ہے، حرارت پیدا ہوتی ہے ذکر اللہ سے، حرارت پیدا ہوتی ہے، دعا اور مناجات و توکل سے، اللہ کے راستہ میں تکلیف اور کچھ مجاہدہ کرنا پڑے تو دل میں حرارت پیدا ہوتی ہے، یہ فقر و قناعت کے قصے جو آپ تاریخ میں پڑھتے ہیں، انہوں نے کسی مجبوری سے اس کو نہیں اختیار کیا تھا، یہ ان کے دل کی آواز تھی، اور اس مجبوری سے ضرور اختیار کیا تھا کہ وہ اپنے دل سے مجبور تھے، یعنی اندر سے کوئی ان سے یہ کہتا تھا کہ نہیں یہ نہیں ہو سکتا، ہم دولت کے بندے نہیں ہیں، ہم طاقت و اختیار کے بندے نہیں ہیں۔

اس کی ضرورت ہے کہ یہ خواص کا طبقہ باقی رہے، اپنی خصوصیات

www.abulhasanalinadwi.org

کے ساتھ اس میں زندگی رہے۔ اس میں حرکت رہے، اس میں حرارت رہے، اور کوئی جگہ کوئی مقام اللہ کے ان بندوں سے خالی نہ ہو، جن کو کوئی تہمت نہیں لگا سکتا تھا کہ یہ بک گئے، ہزار تہمتیں سہی، فلاں نے غلطی کی، فلاں کے علم میں فلاں کمی ہے، فلاں چیز نہیں بتائی، لیکن یہ کہ بک گئے، کسی کو یہ تہمت نہ لگائی جا سکے، یہ سمجھئے کہ امت کی حفاظت کا گر ہے کہ ایک ہی دو آدمی چاہے ہوں، لیکن ایسے ہوں کہ شکوک و شبہات سے بالاتر ہو چکے ہوں۔

"مَاعَلِمْنَاعَلَيْهِمِنْ سُوْء"

جو حضرت یوسف ؑ کے متعلق امراۃ العزیز نے یہ بات کہی تھی، جب بادشاہ نے پوچھا کہ آخر قصہ کیا ہے؟ تمام شہر میں چرچا ہے، تو اس نے کہا۔

سچی بات یہ ہے کہ کوئی کمزوری ہم نے ان میں نہیں دیکھی، تو آج بھی امراۃ العزیز ہی کا مقابلہ ہے، دولت کو امراۃ العزیز زلیخا کہہ لیجیے، طاقت کو زلیخا کہہ لیجیے، اور یوسف ؑ مصری، یوسف عزیز کون ہیں؟ دین! کو ایسا ہونا چاہئے کہ کوئی اس کو خرید نہ سکے، اور سب شہادت دیں کہ

"مَاعَلِمْنَاعَلَيْهِمِنْ سُوْء"

درودیوار سے یہ آواز آئے کہ کھرا سونا ہے، جس کا جی چاہے

www.abulhasanalinadwi.org

پرکھ لے، سچی بات یہ ہے کہ امت کا مزاج جو اس وقت تک باقی ہے، یہ انہیں بندگان خدا، اور اہل دل کی وجہ سے ہے کہ جن کی وجہ سے یہ امت ہوا میں اڑ نہیں گئی، جیسے اور امتیں خشک پتوں، تنکے کی طرح اڑ گئیں، یا پانی میں بہہ نہیں گئی جیسی اور امتیں خس و خاشاک کی طرح بہہ گئیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس ملت کی ہدایت اور اس کا دینی احتساب کا کام جاری ہو، نمازوں میں ترقی ہورہی ہے، اس پر نظر ہو کہ تناسب کم ہورہا ہے؟ یا بڑھ رہا ہے، مسجدیں خالی ہورہی ہیں کہ بھر رہی ہیں؟ قمار خانے زیادہ آباد ہیں کہ مسجدیں زیادہ آباد ہیں؟ مسلمانوں میں کوئی نئی بیماری تو نہیں پھیل گئی، مثلاً شراب نوشی، قمار بازی کی، یا کسی خراب عادت اور بیماری کی ترقی تو نہیں ہے؟ اس سب کی فکر رکھنا، اور اس سے متفکر اور غمگین ہونا، اس کا صدمہ ہونا کہ مسلمانوں میں یہ چیز غلط پھیل رہی ہے، اچھی چیز ختم ہورہی ہے، خواص امت کا فریضہ اور طبعی وظیفہ ہے، یہ تبلیغی جماعت کا بڑا کارنامہ ہے کہ اس نے خواص کو عوام تک پہنچا دیا، پہلے عوام کو خواص کے پاس لاتے تھے، اس نے خواص کو عوام سے جوڑ دیا، میں یہ نہیں کہتا کہ یہی واحد طریقہ ہے لیکن عوام سے ربط ہونا چاہئے، ان کے پاس جانا چاہئے، محلوں اور گلیوں میں جانا چاہئے۔ تاکہ دیکھا جاسکے کہ دین بڑھ رہا ہے، یا گھٹ رہا ہے، ترقی ہے کہ تنزلی ہے، کیا چیز نئی پیدا ہوئی،

اکبر الہ آبادی مرحوم نے کہا ہے

نقشوں کو تم نہ جانچو لوگوں سے مل کے دیکھو
کیا چیز جی رہی ہے کیا چیز مر رہی ہے

بشکریہ، تعمیر حیات لکھنو

القادر پرنٹنگ پریس فون: ۲۳۰۴۸ -
۱۰ اگست ۱۹۹۲ء

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِرشادِ ربّانی

(۱) میں نے اپنی رضا کو مخالفتِ نفس میں رکھ دیا ہے
لوگ اسے موافقتِ نفس میں تلاش کرتے ہیں
بھلا وہ کیسے پائیں گے؟

(۲) میں نے آرام کو جنّت میں رکھ دیا ہے
لوگ اسے دُنیا میں تلاش کرتے ہیں
بھلا وہ کیسے پائیں گے؟

(۳) میں نے علم و حکمت کو بھوک میں رکھ دیا ہے
لوگ اسے سیری میں تلاش کرتے ہیں
بھلا وہ کیسے پائیں گے؟

(۴) میں نے تونگری کو قناعت میں رکھ دیا ہے
لوگ اسے مال میں تلاش کرتے ہیں،
بھلا وہ کیسے پائیں گے؟

(۵) میں نے عزّت کو اپنی اطاعت میں رکھ دیا ہے
لوگ اسے بادشاہوں کے دَروازوں پر تلاش کرتے ہیں
بھلا وہ کیسے پائیں گے؟

حدیثِ قُدسی

صدّیقی ٹرسٹ
صدّیقی ہاؤس المنظر اپارٹمنٹس
۴۵۸ گارڈن ایسٹ نزد لسبیلہ چوک کراچی ۷۴۸۰۰

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جہادِ عظیم

(ترجمہ) کوشش کرو اللہ کے دین کیلئے جیسا کہ کوشش کرنے کا حق ہے
القرآن

مسلمانو — ذلت و خواری سے نجات کا ایک ہی راستہ ہے کہ تمام مسلمان مختلف قومیتوں اور قبیلوں میں بٹنے کے بجائے "ایک خدا، ایک رسول، ایک قرآن اور ایک دین" پر ایمانِ محکم کے ساتھ پھر ایک امّت کی شکل اختیار کریں اور جہاد فی سبیل اللہ کو اخلاص کے ساتھ اپنا مقصودِ زندگی قرار دیں۔ جہاد کے لیے تربیتِ عام کا انتظام کریں اور مسلم معاشروں کے ماحول کو عیاشی و فحاشی اور رشوت و خیانت کی آلودگیوں سے پاک کرکے اور اخلاقِ عامہ اور اپنے کردار کو تقویٰ و طہارت اور امانت و دیانت پر استوار کرکے جہاد کے لیے کمربستہ ہوں۔

- جہاد — باطل افکار اور فاسد اعمال کے خلاف!
- جہاد — تمام ظالم اور جارح قوتوں کے خلاف!
- جہاد — عریانی و فحاشی اور بے راہ رو ثقافت کے خلاف!
- جہاد — تفرقہ پردازی اور تمام جاہلی تعصبات کے خلاف!
- جہاد — رشوت و خیانت اور ہر قسم کی حرام خوری کے خلاف!
- جہاد — ہر نوع کے بے جا اخراجات اور اسراف کے خلاف!

اس وسیع جہاد میں دل و دماغ اور زبان و قلم اور جسم و جان اور مال کی ساری قوتیں صرف کردینی چاہئیں۔

یاد رکھیے! یہ ساری نعمتیں اللہ تعالیٰ کی امانت اور اسی کی ملکیت ہیں ان کی حفاظت کرنا اور ان کا خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہونا چاہیے تبلیغ دین اور خدمتِ خلق اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ کام ہیں ان کے لیے جہاد کیجیے۔

صدیقی ٹرسٹ
صدیقی ہاؤس المنظر اپارٹمنٹس
۴۵۸ گارڈن ایسٹ نزد لسبیلہ چوک کراچی ۷۴۸۰۰

www.abulhasanalinadwi.org